

از عدالتِ عظمیٰ

میجر رادھا کرشن

بنام

یونین آف انڈیا و دیگر اراں

تاریخ فیصلہ: 25 مارچ 1996

[ایم کے مکھرجی اور جی بی پٹنا نیک، جسٹس صاحبان]

آرمی ایکٹ، 1950: دفعہ 19، 127، 122۔

آرمی قواعد، 1954: قاعدہ 14۔

قانونِ ملازمت - فوجی افسر - غلط طرزِ عمل - ملازمت کا خاتمہ - سماعت - خلاصہ طریقہ کار - حدِ محدودیت کی بنا پر ممانعت - اس بنیاد پر ملازمت کا خاتمہ کہ مقدمے کی سماعت حد کی میعاد تاریخ انقضا ہونے کے لیے ناقابلِ عمل تھی - قرار پایا کہ اجازت نہیں - قاعدہ 14 کا استعمال حد سے تجاوز کرنے کے لیے نہیں کیا جاسکتا - مقدمے کی کارروائی کی عدم موزونیت یا عدم عملی کا امکان - اطمینان کی بنیاد بد عملی اور دیگر حاضری کے حالات ہونے چاہئیں نہ کہ کوئی غیر معمولی عنصر - بد عنوانی کے بغیر مقدمے کی کارروائی سے استثناء دینا قاعدہ 14 (2) کے دائرہ کار سے مکمل طور پر باہر ہے۔

الفاظ اور جملے:

"عدم عملی" - "ناممکن" اور "غیر متوقع" - کے تناظر میں معنی - آرمی ایکٹ، 1950۔

اپیل کنندہ، جو ہندوستانی فوج میں ایک میجر ہے، کو 10 دسمبر 1990 کو آرمی ایکٹ، 1950 کی دفعہ 19 کے ساتھ پڑھے جانے والے آرمی قواعد، 1954 کے قاعدہ 14 کے تحت ایک نوٹس جاری کیا گیا تھا جسے جس میں اس سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ اس کی ملازمت کو اس بد انتظامی کے لیے کیوں ختم نہیں کیا جانا چاہیے جو مبینہ طور پر اس نے نوٹس جاری ہونے سے تقریباً 7 سال پہلے کی تھی۔ نوٹس میں ہی یہ کہا گیا تھا کہ مبینہ بد عملی مقدمہ ناقابلِ عمل تھا کیونکہ وقت کی پابندی ہو گئی

تھی، اور چیف آف آرمی اسٹاف کی رائے تھی کہ ان کا ملازمت میں برقرار رہنا ناپسندیدہ تھا۔ اپیل کنندہ کی طرف سے پیش کردہ وجہ بتاؤ کو حکام نے خارج کر دیا۔ حکام کی سفارش پر مرکزی حکومت نے 28 فروری 1992 کو اپیل کنندہ کی ملازمت ختم کرنے کا حکم جاری کیا۔ عدالت عالیہ کے ایک واحد جج نے برطرفی کے حکم کو کالعدم قرار دے دیا اور تمام نتیجے کے فوائد کے ساتھ اس کی ملازمت میں بحالی کی ہدایت کی۔ اپیل پر ڈویژن بنچ نے اپیل کنندہ کی رٹ پٹیشن کو خارج کر دیا۔ ایکٹ کی دفعہ 127 پر انحصار کرتے ہوئے اس نے فیصلہ دیا کہ ایکٹ کی دفعہ 19 کے تحت کارروائی قانون کے قاعدے 14 کے ساتھ پڑھ کر ایکٹ کی دفعہ 122 کے تحت مقرر کردہ حد کی تاریخ انقضا ہونے کے بعد کی جاسکتی ہے۔

اس عدالت میں اپیل میں اپیل کنندہ کے لیے یہ دلیل دی گئی کہ (i) چونکہ اپیل کنندہ کے مقدمے کی سماعت کو ایکٹ کی دفعہ 122 کے تحت محدودیت سے روکا گیا تھا، اس لیے قاعدہ 14 کا اطلاق نہیں کیا جاسکتا؛ اور (ii) کورٹ مارشل کے انعقاد کے لیے عدم موزونیت یا عدم عملی ہونے کے حوالے سے اطمینان خود بد انتظامی کی نوعیت اور سیاق و سباق سے ہونا چاہیے نہ کہ کسی غیر معمولی عنصر سے جیسے کہ فوری معاملے میں یعنی حد کی مدت سے۔

اپیل کی اجازت دینا اور ڈویژن بنچ کے فیصلے کو کالعدم قرار دینا، یہ عدالت۔

قرار دیا گیا کہ،

1. ایک بار مقدمے کی حد کی مدت ختم ہونے کے بعد حکام قاعدہ 14 (2) کے تحت کارروائی نہیں کر سکتے۔ قاعدہ 14 کے تحت طاقت کا استعمال اس انداز میں نہیں کیا جاسکتا جو آرمی ایکٹ 1950 میں مقرر کردہ حد سے تجاوز کر جائے اور اگر قاعدہ 14 کو اس طرح کا اختیار دینے کے لیے سمجھا جائے تو یہ واضح طور پر اختیار سے باہر ہوگا۔

2. فوری معاملے میں مقدمے کی سماعت وقت کی پابندی بن گئی تھی۔ جب مقدمہ خود قانونی طور پر ناممکن اور ناقابل قبول تھا تو اس کے ناقابل عمل ہونے کا سوال پیدا نہیں ہو سکتا یا نہیں ہوتا۔ 'عدم عملی ایک تصور ہے جو 'ناممکن' سے مختلف ہے کیونکہ مؤخر الذکر مطلق ہے، سابقہ تمام واقعات میں کچھ حد تک استدلال

کا تعارف کرتا ہے اور اس میں عمل کے لیے کچھ احترام شامل ہوتا ہے۔ 'عدم عملی' یہ فرض کرتا ہے کہ عمل 'ممکن' ہے لیکن بعض عملی مشکلات یا دیگر وجوہات کی بنا پر اسے انجام دینے سے قاصر ہے۔ یہی اصول 'عدم موزونیت' کے معیار کو پورا کرنے کے لیے یکساں طور پر لاگو ہو گا کیونکہ اس کا مطلب مناسب نہیں؛ حالات میں نقصان دہ، ناقابل قبول، غیر سیاسی ہے۔ لہذا، جب تک کسی افسر پر کورٹ مارشل کے ذریعے قانونی طور پر مقدمہ چلایا جاسکتا ہے، متعلقہ حکام اس بنیاد پر کہ اس طرح کا مقدمہ ناقابل عمل یا غیر معقول نہیں ہے، قاعدہ 14 (2) کی درخواست کر سکتے ہیں۔

3. ایکٹ کا دفعہ 127 'کورٹ مارشل' کے بجائے 'فوجداری عدالت' کے ذریعے مقدمے کی سماعت سے متعلق ہے اور مؤخر الذکر کے ذریعے مقدمے کی سماعت ختم ہونے کے بعد کے مرحلے کی بات کرتا ہے۔ جہاں تک کورٹ مارشل کے ذریعے ٹرائل کی حد بندی کی مدت کا تعلق ہے، ایکٹ کا دفعہ 122 اپنے آپ میں ایک مکمل ضابطہ ہے کیونکہ یہ نہ صرف اپنی ذیلی دفعہ (1) میں اس طرح کے سماعت کے لیے حد بندی کی مدت فراہم کرتا ہے بلکہ ذیلی دفعہ (2) میں ان جرائم کی وضاحت کرتا ہے جن کے سلسلے میں حد بندی کی شق لاگو نہیں ہوگی۔ چونکہ مذکورہ بالا دفعہ کی توضیح مطلق ہیں اور ایکٹ کے تحت دفعہ 473 مجموعہ ضابطہ فوجداری کی طرح وقت میں توسیع کے لیے کوئی التزام نہیں کیا گیا ہے، اس لیے یہ واضح ہے کہ حد کی مدت کے بعد شروع ہونے والا کوئی بھی مقدمہ واضح طور پر غیر قانونی ہوگا۔ ایکٹ کے تحت مقرر کردہ حد کی اس طرح کی فراہمی کو کسی انتظامی ایکٹ کے ذریعے نظر انداز یا نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، جو کسی قاعدے کے تحت توضیح کردہ اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے کیا جاتا ہے۔

4. قاعدہ 14 (2) کے ابتدائی الفاظ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ افسر کی بدانتظامی سے متعلق رپورٹوں پر غور کرنے پر مقدمے کی عدم موزونیت یا عدم عملی ہونے کے بارے میں اطمینان حاصل کرنا پڑتا ہے۔ اس کا لازمی طور پر مطلب یہ ہے کہ اس طرح کی تسکین حاصل کرنے کے بد عملی اور اس سے متعلق دیگر حاضری کے حالات واحد بنیاد ہونے چاہئیں۔ لیکن اطمینان کے ساتھ مقدمے کی سماعت کو ختم

کرنے کے لیے، بد انتظامی۔ جیسے کہ موجودہ معاملے میں حد بندی۔ قاعدہ 14(2) کے لیے مکمل طور پر اجنبی ہوگی۔

لیفٹیننٹ کرنل (ٹی ایس) ایم سی ڈھنگڑا بنام یونین آف انڈیا دیگر، (1980) 2 دہلی وکیل 109، منظور شدہ۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 5121، سال 1996۔

راجستھان عدالت عالیہ کے ڈی بی (سی) ایس اے نمبر 116، سال 1994 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کے لیے راجورام چندر، این آر رتھ، مس کے بھار دواج اور ایس آر بھٹ۔

جواب دہندگان کی طرف سے ایڈیشنل سالیسیٹر جنرل التاف احمد اور این این گو سوامی، ایس ڈبلیو اے قادری، ٹی وی رتنم اور مس انیل کٹیاری۔

عدالت کا فیصلہ ایم کے مکھرجی جسٹس نے سنایا۔

اجازت دی گئی۔

اپیل کنندہ بھارتیہ فوج کا ایک مستقل کمیشنڈ افسر تھا جس کے پاس میجر کا مستقل عہدہ تھا۔ جب وہ جالندر شہر کے ملٹری فارم میں تعینات تھے تو انہیں 10 ستمبر 1990 کو ایک نوٹس جاری کیا گیا تھا جو ہدایات کے تحت اور چیف آف آرمی اسٹاف کی جانب سے جاری کیا گیا تھا جس میں ان سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ ان کی ملازمت کو آرمی ایکٹ، 1950 کی دفعہ 19 کے تحت کیوں ختم نہیں کیا جانا چاہیے (مختصر طور پر 'ایکٹ') آرمی قواعد، 1954 (مختصر طور پر 'قواعد') کے قاعدے 14 کے ساتھ ان غلطیوں کے لیے جو انہوں نے ملٹری فارم، جے پور کے افسرانچارج کے طور پر اپنے دور میں انجام دی تھیں۔ غلط کاروائیوں کو نوٹس کے پیرا گراف 3 میں بیان کیا گیا ہے لیکن چونکہ وہ اس اپیل کے مقصد کے لیے نہیں ہیں، اس لیے ان کی تفصیل ضروری نہیں ہے۔ وہ وجوہات جن کی وجہ سے چیف آف آرمی اسٹاف ایکٹ اور قواعد کی توضیحات کا سہارا لینے پر آمادہ ہوئے، نوٹس کے پیرا گراف 4 میں موجود ہیں، جو کہ درج ذیل ہے:

"اور چونکہ چیف آف دی آرمی اسٹاف مزید اس بات پر مطمئن ہیں کہ مذکورہ بدعنوانی کے سلسلے میں آپ کا ٹرائل ناقابل عمل ہے، کیونکہ عدالت تحقیق کی تکمیل تک یہ مدت معیاد سے باہر ہو چکا تھا، اور وہ اس رائے کے حامل ہیں کہ سروس میں آپ کی مزید برقراری ناپسندیدہ ہے۔"

مقررہ وقت پر اپیل کنندہ نے اپنی ملازمت کی مجوزہ برطرفی کے خلاف وجہ ظاہر کی لیکن اسے حکام کی طرف سے حمایت نہیں ملی۔ لہذا، ان کی سفارشات پر، مرکزی حکومت نے 28 فروری 1992 کو اپیل کنندہ کی ملازمت ختم کرنے کا حکم جاری کیا۔ اس سے نالاں ہو کر اپیل کنندہ نے راجستھان عدالت عالیہ کے ایک فاضل جج کے سامنے رٹ پٹیشن دائر کی۔ منسوخی کے حکم پر زور دیتے ہوئے اپیل کنندہ کی طرف سے جو بنیادی بنیاد اٹھائی گئی تھی وہ یہ تھی کہ ایکٹ کی دفعہ 19 اور قواعد کے قاعدہ 14 کی دفعات کو لاگو نہیں کیا جاسکتا تھا کیونکہ کورٹ مارشل کے ذریعے اس کے مقدمے کی سماعت کے انعقاد کے لیے ایکٹ کے دفعہ 122 کے تحت مقرر کردہ حد کی مدت طویل عرصے سے ختم ہو چکی تھی۔ اس کے علاوہ، یہ دعویٰ کیا گیا کہ حکام کا اطمینان کہ مقدمے کی سماعت کرنا ناقابل عمل تھا، قاعدہ 14 کے مطابق حاصل نہیں کیا گیا تھا۔ اپیل کنندہ نے اس بات سے بھی انکار کیا کہ وہ نوٹس میں مبینہ غلطیوں کا مجرم ہے اور اس کے خلاف اپنا دفاع کیا۔

جج نے رٹ پٹیشن کی اجازت دی، چیلنج کے تحت حکم کو کالعدم قرار دیا اور ہدایت کی کہ اپیل کنندہ کو تمام نتیجے کے فوائد کے ساتھ ملازمت میں بحال کیا جائے۔ مذکورہ بالا حکم کو منظور کرتے ہوئے فاضل جج نے سب سے پہلے یہ فیصلہ دیا کہ اپیل کنندہ کو دیگر خامیوں اور جرائم کے لیے قربانی کا بکرا بنایا گیا تھا۔ جہاں تک ایکٹ کے دفعہ 19 اور قواعد کے قاعدہ 14 کے اطلاق کے حوالے سے فاضل جج نے لیفٹیننٹ کرنل (ٹی ایس) ایم سی ڈھنگڑا بنام یونین آف انڈیا و دیگر، (1980) 2 دہلی وکیل 109 میں دہلی عدالت عالیہ کے ڈویژن بینچ کے فیصلے پر بنیادی طور پر انحصار کرتے ہوئے اپیل کنندہ کی عرضیوں سے اتفاق کیا۔

مدعا علیہ یونین آف انڈیا کی طرف سے پیش کردہ اپیل میں عدالت عالیہ کے ڈویژن بینچ نے فاضل واحد جج کے مذکورہ فیصلے کو کالعدم قرار دے دیا اور اپیل کنندہ کی رٹ پٹیشن کو خارج کر دیا۔ ڈویژن بینچ نے فیصلہ دیا کہ ایم سی ڈھنگڑا کے معاملے (اوپر) میں دہلی عدالت عالیہ کی طرف سے لیا گیا نظریہ درست نہیں تھا اور قوانین کے قاعدہ 14 کے ساتھ پڑھے جانے والے ایکٹ کے دفعہ 19 کے تحت کارروائی ایکٹ کے دفعہ 122 کے تحت مقرر کردہ حد کی تاریخ انقضاء ہونے کے بعد بھی

کی جاسکتی ہے۔ اپیل کنندہ کے حق میں فاضل واحد جج کے ذریعے درج کردہ حقائق کے نتائج بھی پریشان کن تھے۔ ڈویژن بنج کے مذکورہ حکم کو اس اپیل میں چیلنج کیا گیا ہے۔

اپیل کی حمایت میں مسٹر رام چندرن کی طرف سے اٹھائے گئے تنازعات کی تعریف کرنے کے لیے پہلے ایکٹ اور قواعد کی متعلقہ توضیحات کا حوالہ دینا مناسب ہوگا۔ ایکٹ کی دفعہ 19 درج ذیل ہے:

"اس ایکٹ کی دفعات اور اس کے تحت بنائے گئے قواعد و ضوابط کے تابع مرکزی حکومت اس ایکٹ کے تابع کسی بھی شخص کو ملازمت سے برخاست یا ہٹا سکتی ہے۔

ایکٹ کا دوسرا دفعہ جس کو دوبارہ پیش کرنے کی ضرورت ہے وہ دفعہ 122 ہے جو مادی وقت پر درج ذیل تھا:

"(1) ذیلی دفعہ (2) کے ذریعہ فراہم کردہ کے علاوہ، کسی بھی جرم کے لیے اس ایکٹ کے تابع کسی بھی شخص کے کورٹ مارشل کے ذریعے کوئی مقدمہ اس طرح کے جرم کی تاریخ سے تین سال کی مدت ختم ہونے کے بعد شروع نہیں کیا جائے گا۔

(2) ذیلی دفعہ (i) کی دفعات ترک وطن یا دھوکہ دہی کے اندراج کے جرم یا دفعہ 37 میں مذکور کسی بھی جرم کے مقدمے پر لاگو نہیں ہوں گی۔

(3) ذیلی دفعہ (1) میں مذکور مدت کی گنتی میں، ایسے شخص کی طرف سے جنگی قیدی کے طور پر، یا دشمن کے علاقے میں، جرم کرنے کے بعد گرفتاری سے بچنے میں گزارے گئے کسی بھی وقت کو خارج کر دیا جائے گا۔

(4) فعال ملازمت پر ترک وطن یا دھوکہ دہی کے اندراج کے علاوہ ترک وطن کے جرم کے لیے کوئی مقدمہ شروع نہیں کیا جائے گا اگر زیر بحث شخص، افسر نہ ہونے کے ناطے، بعد میں جرم کا ارتکاب کر چکا ہو، باقاعدہ فوج کے کسی بھی حصے کے ساتھ کم از کم تین سال تک مثالی انداز میں مسلسل خدمات انجام دے رہا ہو۔

قواعد کا قاعدہ 14، جہاں تک یہ ہمارے موجودہ مقاصد کے لیے متعلقہ ہے، مندرجہ ذیل

ہے:

- "بد عملی کی وجہ سے مرکزی حکومت کی طرف سے ملازمت کا خاتمہ
(1)۔ جب بد عملی کی وجہ سے دفعہ 19 کے تحت کسی افسر کی ملازمت ختم کرنے
کی تجویز پیش کی جاتی ہے، تو اسے اس طرح کی کارروائی کے خلاف ذیلی قاعدہ
(2) میں بیان کردہ انداز میں وجہ ظاہر کرنے کا موقع دیا جائے گا:

بشرطیکہ یہ ذیلی قاعدہ لاگو نہیں ہوگا۔

(a) جب خدمت کو اس طرز عمل کی بنیاد پر ختم کیا
جاتا ہے جس کی وجہ سے اسے فوجداری عدالت نے اثباتِ جرم
سنائی تھی؛ یا

(b) جہاں مرکزی حکومت مطمئن ہو کہ وجوہات کی
بنا پر، تحریری طور پر درج کیا جائے، افسر کو وجہ بتانے کا موقع دینا
قرین مصلحت یا معقول نہیں ہے۔

(2) جب کسی افسر کی بد عملی سے متعلق رپورٹوں پر غور کرنے
کے بعد، مرکزی حکومت، یا چیف آف آرمی اسٹاف مطمئن ہوتا
ہے: غیر معقول یا یہ کہ کورٹ مارشل کے ذریعے افسر کا مقدمہ ناقابل
عمل ہے، لیکن اس رائے کا حامل ہے کہ مذکورہ افسر کو سروس میں مزید
برقرار رکھنا ناپسندیدہ ہے، چیف آف آرمی اسٹاف اس طرح افسر کو
اس کے خلاف تمام رپورٹوں کے ساتھ مطلع کرے گا اور اسے تحریری
طور پر وضاحت پیش کرنے کے لیے کہا جائے گا۔" (زیر تاکید)

.XXX XXX XXX

مسٹر رام چندرن نے پہلے دلیل دی کہ مرکزی حکومت کی طرف سے ایکٹ کی دفعہ 19 کے
تحت کسی افسر کی ملازمت کو ختم کرنے کے لیے قاعدہ 14 (2) کے تحت منظور خلاصہ طریقہ کار کو
نافذ کرنے کے تقاضوں میں سے ایک یہ اطمینان حاصل کرنا ہے کہ کورٹ مارشل کے ذریعے اس

کے مقدمے کی سماعت کے اختیارات عدم موزونیت یا عدم عملی ہیں۔ مسٹر راماچندرن کے مطابق اس طرح کا اطمینان صرف اس وقت حاصل کیا جاسکتا ہے جب کورٹ مارشل کے ذریعے مقدمہ جائز یا ممکن ہو۔ جیسا کہ فوری معاملے میں، تسلیم شدہ طور پر، اس طرح کے مقدمے کی سماعت کو ایکٹ کی دفعہ 122 کے تحت حد سے روک دیا گیا تھا۔ ہمیں مسٹر راماچندرن کے مذکورہ بالا دلیل میں بہت زیادہ بنیاد ملتی ہے۔

یہ تنازعہ میں نہیں ہے کہ جس وقت اعتراض شدہ نوٹس بھیجا گیا تھا، کورٹ مارشل کے ذریعے اپیل کنندہ پر دفعہ 122 کی ذیلی دفعہ (1) کے لیے کوئی مقدمہ نہیں چلایا جاسکتا تھا (جیسا کہ اس وقت تھا) واضح طور پر تصور کیا گیا تھا کہ یہ جرم کے ارتکاب کی تاریخ سے تین سال کی میعاد ختم ہونے کے بعد شروع نہیں کیا جانا چاہیے جو کہ فوری معاملے میں نوٹس کے اجرا سے تقریباً 7 سال پہلے تھا۔ درحقیقت، جیسا کہ پہلے دیکھا گیا ہے، نوٹس میں ہی یہ کہا گیا ہے کہ مقدمے کی سماعت میں وقت کی پابندی ہوگئی تھی۔ جب مقدمہ بذات خود قانونی طور پر ناممکن اور ناقابل قبول تھا تو اس کے ناقابل عمل ہونے کا سوال ہمارے خیال میں پیدا نہیں ہو سکتا اور نہ ہی پیدا ہوتا ہے۔ 'عدم عملی ایک ایسا تصور ہے جو 'ناممکن' سے مختلف ہے کیونکہ مؤخر الذکر مطلق ہے، سابقہ تمام واقعات میں کسی حد تک استدلال کا تعارف کرتا ہے اور اس میں عمل کے لیے کچھ احترام شامل ہوتا ہے۔ ویسٹر کی تیسری نئی انٹرنیشنل ڈکشنری کے مطابق عدم عملی کا مطلب قابل عمل نہیں ہے؛ استعمال شدہ یا کمانڈ کے ذرائع سے انجام دینے یا پورا کرنے کے قابل نہیں۔ 'نا قابل عمل' یہ فرض کرتا ہے کہ عمل 'ممکن' ہے لیکن بعض عملی مشکلات یا دیگر وجوہات کی بنا پر اسے انجام دینے سے قاصر ہے۔ یہی اصول 'غیر معقول' کے معیار کو پورا کرنے کے لیے یکساں طور پر لاگو ہوگا کیونکہ اس کا مطلب مناسب نہیں ہے؛ حالات میں نقصان دہ، ناقابل قبول، غیر سیاسی۔ لہذا یہ ماننا ضروری ہے کہ جب تک کسی افسر پر کورٹ مارشل کے ذریعے قانونی طور پر مقدمہ چلایا جاسکتا ہے، متعلقہ حکام اس بنیاد پر کہ اس طرح کا مقدمہ عدم موزونیت یا عدم عملی نہیں ہے، قاعدہ 14(2) کی درخواست کر سکتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں، ایک بار جب اس طرح کے مقدمے کی حد کی مدت 1 ختم ہو جاتی ہے تو حکام قاعدہ 14(2) کے تحت کارروائی نہیں کر سکتے۔ تاہم تنازعہ حکم منظور کرتے وقت ڈویژن بیچ نے قاعدہ 14(2) کی تشریح کرتے ہوئے، اس میں 'عدم عملی' یا 'عدم موزونیت' الفاظ کی اہمیت پر بالکل بھی غور نہیں کیا اور اس بنیاد پر آگے بڑھا کہ چونکہ ایکٹ کی دفعہ 127 (چونکہ منسوخ کر دی گئی ہے) کورٹ مارشل کے ذریعے اثباتِ جرم یا بری ہونے کے بعد بھی مقدمے کی سماعت کی اجازت دیتی ہے، اس کا لازمی

مطلب یہ ہے کہ قاعدے کو حد کی مدت کے بعد بھی عمل میں لایا جاسکتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا مشاہدہ کرتے ہوئے عدالت عالیہ نے اس بات کا نوٹس نہیں لیا کہ دفعہ 127 کا تعلق 'کورٹ مارشل' کے بجائے 'فوجداری عدالت' کے مقدمے سے ہے۔ اور مؤخر الذکر کے مقدمے کی سماعت ختم ہونے کے بعد کے مرحلے کی بات کرتا ہے۔

اس معاملے کو دوسرے زاویے سے بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ جہاں تک کورٹ مارشل کے ذریعے سماعت کی حد بندی کی مدت کا تعلق ہے، ایکٹ کی دفعہ 122 اپنے آپ میں ایک مکمل ضابطہ ہے کیونکہ یہ نہ صرف اپنے ذیلی دفعہ (1) میں اس طرح کے مقدمے کے لیے حد بندی کی مدت فراہم کرتا ہے بلکہ ذیلی دفعہ (2) میں ان جرائم کی وضاحت کرتا ہے جن کے سلسلے میں حد بندی کی شق لاگو نہیں ہوگی۔ چونکہ مذکورہ بالا دفعہ کی توضیح مطلق ہیں اور ایکٹ کے تحت دفعہ 473 مجموعہ ضابطہ فوجداری جیسے وقت کی توسیع کے لیے کوئی التزام نہیں کیا گیا ہے۔ یہ واضح ہے کہ حد کی مدت کے بعد شروع ہونے والا کوئی بھی مقدمہ واضح طور پر غیر قانونی ہوگا۔ ایکٹ کے تحت تجویز کردہ ایسی شق یا حد کو کسی انتظامی ایکٹ کے ذریعے نظر انداز یا نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، جو کسی قاعدے کے تحت توضیح کردہ اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے کیا جاتا ہے۔ اس لیے مسٹر رام چندرن اس بات اختیار سے باہر دینے میں مکمل طور پر جائز تھے کہ آرمی قواعد کے قاعدہ 14 کے تحت طاقت کا استعمال اس انداز میں نہیں کیا جاسکتا جو ایکٹ میں مقرر کردہ حدود سے تجاوز کر جائے اور اگر قاعدہ 14 کی تشریح اس طرح کے اختیارات دینے کے لیے کی جائے تو یہ واضح طور پر اختیار سے باہر ہوگا۔ لہذا ہم ایم سی ڈھنگڑا کے معاملے (اوپر) میں دہلی عدالت عالیہ کی طرف سے کیے گئے مشاہدات سے مکمل قرار داد ہیں کہ قاعدہ 14 کے تحت انتظامی طاقت کے مبینہ استعمال میں، کورٹ مارشل کے ذریعے قابل سماعت بد عملی الزامات کے سلسلے میں، حکام ایکٹ کی توضیح 122 کی ذیلی دفعہ (1) کی قانونی پابندی کو نظر انداز نہیں کر سکتے کیونکہ کوئی انتظامی ایکٹ یا فائٹ کسی قانونی توضیح کو خارج، تباہ یا کالعدم نہیں کر سکتا۔

مسٹر رام چندرن کی دوسری دلیل تھی کہ کورٹ مارشل کے ذریعے بے راہ روی یا عدم عملی ہونے یا مقدمے کی سماعت کے حوالے سے اطمینان صرف بد عملی کی رپورٹوں پر غور کرنے پر ہونا چاہیے۔ مسٹر رام چندرن کے مطابق اگر رپورٹوں پر غور کرنے پر حکام کو معلوم ہوا کہ بد عملی کی نوعیت یا جس سیاق و سباق میں اس کا ارتکاب کیا گیا تھا وہ ایسا تھا کہ کورٹ مارشل کا انعقاد عدم موزونیت یا عدم عملی تھا، تو قاعدہ 14 کے تحت طریقہ کار کا سہارا لیا جاسکتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں،

مسٹر رام چندرن نے پیش کیا، کورٹ مارشل کے انعقاد کی عدم موزونیت یا عدم عملی ہونے کے بارے میں اطمینان فطرت اور سیاق و سباق یا بد انتظامی سے ہی ہونا چاہیے نہ کہ کسی غیر معمولی عنصر سے جو فوری معاملے میں کورٹ مارشل کی کارروائی میں وقت کی پابندی تھی۔ مسٹر رام چندرن کی یہ دلیل بھی، ہمارے خیال میں، ناقابل تردید ہے۔

جیسا کہ پہلے دیکھا گیا ہے، قاعدہ 14(2) ان الفاظ کے ساتھ شروع ہوتا ہے "جب کسی افسر کی بد عملی سے متعلق رپورٹوں پر غور کرنے کے بعد، مرکزی حکومت، یا چیف آف آرمی اسٹاف مطمئن ہوتا ہے۔" اس لیے یہ واضح ہے کہ افسر کی بد انتظامی سے متعلق رپورٹوں پر غور کرنے پر مقدمے کی عدم موزونیت یا عدم عملی ہونے کے بارے میں اطمینان حاصل کرنا پڑتا ہے۔ اس کا لازمی طور پر مطلب یہ ہے کہ اس طرح کی تسکین حاصل کرنے کے بد عملی اور اس سے متعلق دیگر حاضری کے حالات واحد بنیاد ہونے چاہئیں۔

مندرجہ بالا اصول کا مقصد ایک مثال کے ذریعے بہتر طور پر سمجھا جاسکتا ہے۔ چیف آف آرمی اسٹاف کو ایک رپورٹ موصول ہوتی ہے جس میں انکشاف ہوتا ہے کہ ایک فوجی افسر نے دشمن کو دھوکہ دہی سے جانکاری سے آگاہ کیا ہے۔ یہ ایکٹ کی دفعہ 34 کے تحت قابل سزا جرم ہے۔ تاہم اسے معلوم ہوتا ہے کہ افسر کے خلاف کامیابی سے مقدمہ چلانے کے لیے کچھ گواہوں سے پوچھ گچھ کرنا ضروری ہوگا، اس بات کو یقینی بنانا کہ ان کی موجودگی ممکن نہیں ہوگی اور کچھ دستاویزات کی نمائش کرنا ضروری ہوگا، جن کا انکشاف ریاست کی سلامتی کے مفاد میں مناسب نہیں ہوگا۔ ایسی صورت حال میں وہ قانونی طور پر مقدمے کی سماعت کو اس بنیاد پر ختم کرنے کے لیے قاعدے کی درخواست کر سکتا ہے کہ یہ عدم عملی اور / یا عدم موزونیت ہوگا۔ لیکن اطمینان کے ساتھ مقدمے کی سماعت کو ختم بد عملی معاملے میں حد بندی کی طرح۔ قاعدہ 14(2) سے مکمل طور پر الگ ہوگا۔

مذکورہ بحث کے لیے ہم عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ کے متنازعہ حکم کو کالعدم قرار دیتے ہیں اور فاضل واحد جج کے حکم کو بحال کرتے ہیں۔ اس طرح اپیل کی اجازت 10,000 روپے کے اخراجات کے ساتھ مشخصہ ہے۔

اپیل منظور کی گئی۔